مولانا حافظ اقبال رنگونی مانچسٹر

مسئلہ تقلید کے چند اہم گوشے

مقلدین اور غیر مقلدین کو قریب کرنے کے لئے تقلید پر اٹھنے والے ۳۸ سوالات کے جوابات

الحمد لله و سلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ امابعد

تقلید دین فطرت میں شروع سے چلی آرہی ہے ترک تقلید کی تحریک ہندوستان کے انگریزی دور میں اٹھی ابتداء میں جو لوگ ترک تقلید میں نکلے وہ تقلید کو گناہ کہنے والے لوگ نہ تھے اور نہ اسے شرک فی الرسالت سمجھا جاتا تھا لیکن افسوس ہے کہ آجکل کے غیر مقلدین اس باب میں انتہاء پر آپہنچے ہیں اور تقلید کو کھلے بندوں گناہ کہہ رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے مقلدوں کے بارے میں طعن و تشنیع کرتے انکی زبانیں نہیں تھکتیں اور نہ انکے قلم رکتے ہیں انکے کچھ لوگ مسئلۂ تقلید پر اردو اور انگریزی کی چند کتابیں ہاتھ میں اٹھائے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے اور اس مسئلہ کو ایسے انداز میں پیش کرتے ہیں گویا تقلید اسلام کے متوازی کوئی دوسری راہ ہے اور اس سے آنحضرت ﷺ کی کھلی مخالفت ہوتی ہے (معاذاللہ) اس نازک موڑ پر عوام کی غلط فہمیاں دور کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ مسلمانوں کا رشتہ اپنے اسلاف سے نہ ٹوٹے اس سلسلے میں مختلف سوالات ہمیں مختلف وقتوں میں وصول ہوئے ہم نے انہیں اپنی ترتیب سے یکجا کر کے انکے مختصر جواب عرض کر دیئے ہیں اور اس میں ہم نے مقلدوں کے اکابر کے کچھ بیانات بھی نقل کئے ہیں ہم اختلاف کی خلیج کو زیادہ وسیع نہیں کرنا چاہتے تاہم یہ جاننا ضروری ہے کہ تقلید میں ہرگز کوئی فکری یا نظری عیب نہیں ہے جس کے باعث مجلس میں اس سے بدکنا اور سٹیج پر اس سے پھڑکنا ضروری ہو جائے، تقلید کو وحشت انگیز قرار دینا اسی طرح غلط ہے جس طرح آج یورپ میں کسی داڑھی والے مسلمان کو دہشت گرد قرار دینا پرلے درجے کی بے حیائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بات کو سمجھنے اور تعصب کو دور کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین۔

(۱) سوال:۔ تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: تقلید کا لفظ قلادہ سے ماخوذ ہے اگر یہ لفظ انسان کیلئے استعمال ہو تو اس کے معنی ہار کے ہیں، اور اگر یہ لفظ جانور کیلئے آئے تو اس سے مراد گلے کا پٹہ ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے کسی سے عاریتاً گلے کا ہار مانگا تو اسے حدیث میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے "استعارت من اسماء قلادة" (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۲ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۰) اور آپ نے ایک مرتبہ یہ فرمایا "انسلت قلادة لی من عنقی فوقعت" (مسند احمد ج ۶ ص ۲۷۲) ظاہر ہے کہ یہاں قلادہ کا معنی پٹہ کرنا کسی طرح درست نہیں یہ گلے میں پہننے کا ہار ہے۔

(۲) سوال:۔ تقلید کا لفظی معنی کیا سمجھا جاتا ہے؟۔

جواب: تقلید کے معنی اتباع اور پیروی حکم کے ہیں۔

(۳) سوال:۔ تقلید کا اصطلاحی معنی کیا ہے۔

جواب:۔ تقلید کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ کسی صاحب علم اور قرآن و سنت کے کسی ماہر کے کسی قول کو حسن ظن اور اعتماد کی بناء پر شریعت کا حکم سمجھے اور اس پر عمل کرے۔ اس کے لئے اس عالم سے کسی دلیل کا انتظار نہ کرے۔ یعنی کسی ایسے عالم کی بات کو جو قرآن و حدیث اور آثار صحابہ کا ماہر ہو اس کی بات کو بایں نیت قبول کرے اور اس پر عمل کرے کہ یہ شخص قرآن و سنت کی صحیح مراد بتلا رہا ہے۔ اور قرآن و سنت کا یہی مفہوم ہے۔ اس کا نام تقلید ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مایۂ ناز عالم اور مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب (۱۳۷۲ھ) لکھتے ہیں:

ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت امام اعظم (امام ابو حنیفہؒ) کتاب اللہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا افضل الصلاۃ والزکی التحیہ کے اعلیٰ درجے کے عالم اور علوم دینیہ کے اول درجے کے ماہر تھے انہوں نے قرآن پاک اور احادیث سے جو احکام فقہیہ نکال کر فقہ کو مدون کیا وہ صحیح معنوں میں قرآن پاک اور احادیث کا عطر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کے لازوال خزائن سے فقہ فی الدین کا بیش قدر ذخیرہ انہیں عطا فرمایا تھا اور تفقہ فی الدین میں ان کی رفعت شان نہ صرف احناف بلکہ علمائے مذاہب اربعہ کے نزدیک مسلم ہے اس لئے ان کے بتائے ہوئے اور نکالے ہوئے احکام پر عمل کرنا یقیناً قرآن و حدیث پر عمل کرنا ہے۔

آپ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ہم خدانخواستہ امام ابو حنیفہؒ کو بالذات واجب الاطاعت نہیں سمجھتے بلکہ ان کا اتباع اور تقلید صرف اسی حیثیت سے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صراط مستقیم پر چلانے والے ہیں اور شاہراہ سنت پر ہمارے رہبر ہیں" (کفایت المفتی ج۱، ص ۳۳۲)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مقلد اپنے امام کو واجب الاطاعت اور معصوم عن الخطا سمجھ کر اس کی اتباع اور تقلید نہیں کرتا بلکہ محض اس لئے اس کی باتوں کو مانتا ہے کہ وہ ہم سے زیادہ قرآن وسنت کو سمجھتے ہیں اور ان کی دینی نظر بڑی عمیق ہے اور ان کی دیانت وامانت ہر شبہ سے بالاتر ثابت ہوئی ہے۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ غیر مقلد عوام اگر اپنے عالم کی بات کو اس لئے قبول کریں کہ وہ ان سے زیادہ قرآن وحدیث کو جانتے ہیں اور غیر مقلد مولوی اپنے علامہ شوکانی۔ نواب صدیق حسن خاں، مولانا نذیر حسین اور مولانا عبداللہ روپڑی کی بات اس لئے قبول کریں کہ وہ قرآن وحدیث کے ان سے بڑے عالم ہیں تو کیا مقلدین کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ان کی بات مانیں جن کے بارے میں قرآن وحدیث کے ماہر ہونے، مقام اجتہاد پر فائز ہونے اور دیانت وامانت اور تقویٰ کے اعلیٰ مدارج پر قائم ہونے کی ایک دنیا گواہی دے چکی ہے؟ جس طرح غیر مقلد عوام کو اپنے عام عالم سے حسن ظن اور اعتماد ہے اور ان کے عالم کو اپنے سے اعلم پر اعتماد ہے اسی طرح احناف کو امام اعظم ابو حنیفہؒ پر اعتماد اور حسن ظن ہے اور وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں ہی کہتے ہیں جس طرح ایک غیر مقلد دلائل کا تفصیلی جائزہ نہیں لیتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اس کے عالم نے جو کچھ کہا ہے دلیل سے کہا ہے اسی طرح مقلدین بھی ان دلائل کا انتظار نہیں کرتے، وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انہوں نے کوئی بات بے دلیل نہیں کہی ہے۔

(۴) سوال:۔ تقلید کا قومی سطح پر مفہوم کیا ہے عالمی سطح پر تقلید کیسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ ہر قوم دوسری قوموں کے مقابلہ میں اپنے شخصیات سے پہچانی جاتی ہے یہ تشخصات اتنے کم بھی نہ کر دیئے جائیں کہ کسی گروہ کا قومی دائرہ مختصر ہوتے ہوتے ختم ہی ہو جائے یا صرف مرکز تک ہی رہ جائے اپنے تشخصات کو قومی سطح پر ساتھ رکھنا اور ضائع نہ ہونے دینا اور اپنے تمام افراد کو اپنے ساتھ رکھنا قومی سطح پر تقلید کہلاتا ہے یہ ذہنی اور عملی انتشار سے بچنے کی ایک فکری راہ ہے ڈاکٹر اقبال نے مغربی قوموں کو بہت قریب سے دیکھا تھا اور ان کی کمزوریاں ان کے سامنے تھیں ہندوستان واپس آکر انہوں نے اقوام مشرق کو ایک دائرہ میں رہنے کا سبق دیا اور کہا۔

راہ آباء رو کہ ایں جمعیت است
معنیٔ تقلید ضبط ملت است

یعنی اپنے بڑوں کے رستے سے نہ ہٹو اکٹھے رہنا اسی کا نام ہے یہ اسلاف کی تقلید ہے جس سے پوری ملت ایک ضابطے میں آجاتی ہے۔

یاد رکھئے جو قوم اپنے ماضی سے کٹتی ہے وہ لقمہ اغیار ہو جاتی ہے فکری آوارگی سے بچنے والے لوگ ہمیشہ تقلید آباء کرتے ہیں، یہاں محض صلبی آباء مراد نہیں علمی آباء مراد ہیں جو عقل و اصحاء کا نور رکھتے ہوں۔

آئین نو سے بچنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

(۵)سوال :۔ کیا تقلید سب کے لئے واجب ہے؟

جواب :۔ جو لوگ قرآن و سنت اور آثار صحابہ سے پوری طرح واقف ہوں ان کی مرادات اور عموم و خصوص کی پوری توجیہات پر نظر رکھتے ہوں اس کے ناسخ منسوخ کا علم ہو اور قرآن و سنت سے مسائل کے استنباط و استخراج پر عبور رکھتے ہوں اگر ایسے لوگ براہ راست مسائل کا استنباط کریں (جنہیں مجتہد کہا جاتا ہے) تو انہیں اس کی اجازت ہے، لیکن عوام اور آج کل کے اہل علم جو شرائط اجتہاد سے کوسوں دور ہیں ان کے لئے تقلید سے چارہ نہیں، جو لوگ قرآن صحیح نہ پڑھ سکیں، ایک حدیث صحیح نہ پڑھ سکیں اگر ایسے لوگ براہ راست قرآن و سنت سے مسائل اخذ کرنے لگیں تو کیا یہ دین سے ایک کھلا مذاق نہیں ہوگا؟ سو ان کے لئے ضروری ٹھہرا کہ وہ اہل علم کی تقلید کریں اور براہ راست مسائل کا استنباط کرنے کے بجائے ان حضرات کا دامن تھامیں جن کی امانت و دیانت اور تقویٰ اور اجتہاد کی ایک دنیا معترف ہے اور جن کے پیچھے صرف عوام ہی نہیں محدثین و مفسرین کی بھی ایک بڑی تعداد عملاً چلی ہو اور باوجود محدث ہونے کے انہوں نے بھی انہی بزرگوں کا دامن تھاما ہو، دین کی سلامتی کے لئے ضروری ہے کہ آدمی غیر منصوص مسائل میں کسی مجتہد درجے کے اہل علم سے وابستہ ہو اور حدیث پر از خود عمل کرنے کی آفت سے بچے عبداللہ ابن وہب (۱۹۷ھ) نے کتنی کھل کر بات کہی ہے " الحدیث مضلۃ الا للعلماء و لولا مالك و اللیث لضللنا " (ترتیب المدارک ج ۱ ص ۹۱ از علامہ قاضی عیاض)

حضرت سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

"الحدیث مضلة الا الفقهاء" (کتاب الجامع للقیروانی ج ۱ ص ۱۱۷)

(۶) سوال:۔ صحابہ کرام میں تقلید تھی یا نہیں؟

جواب:۔ صحابہ کرامؓ نے گو کہ بذات خود آنحضرت ﷺ سے تعلیم حاصل کی تھی اور آپ ﷺ کے بیانات کو سنا تھا اور آپ ﷺ کے حالات سے واقف رہے اس کے باوجود صحابہ بھی اپنے سے اعلم کی تقلید کرتے تھے، آنحضرت ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷) تو سوال ہوتا ہے کہ کیا اس وقت بھی حضور ﷺ کی اقتداء نہ ہو سکتی تھی؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہے کہ مسائل غیر منصوصہ میں کوئی حکم بصراحت نہ ملے تو پھر ان میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی بات ماننا، آنحضرت ﷺ نے خود ہی محدث اور فقیہ میں فرق فرمایا کہ ایک شخص روایت حدیث کرے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس حدیث کی گہرائی کو نہ پا سکے یہ کام آگے فقیہ کا ہے جو اصل مراد رسول ﷺ کو پالیتا ہے، سو صحابہ میں بھی فقہی آراء میں اختلاف ہوا (کتب حدیث جامع ترمذی وغیرہ میں اس کے بکثرت شواہد ملتے ہیں) سو صحابہ میں بھی جو عالم تھے وہ اپنے سے اعلم کی بات ماننے کو کبھی شرک نہیں سمجھتے تھے اور نہ کوئی اسے شرک فی الرسالت کہتا تھا۔

(۷) سوال:۔ اسلام کے پہلے بارہ سو سال میں کہیں بھی غیر مقلدوں کے نام سے کوئی جماعت موجود رہی ہے؟

جواب:۔ نہیں! پہلے دور میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کے ساتھ ساتھ کئی اور مذاہب بھی موجود رہے جیسے مذہب امام سفیان ثوری۔ مذہب امام اوزاعی۔ مذہب ابی ثور وغیرہم لیکن آہستہ آہستہ ان کے پیرو ناپید ہوتے گئے یہاں تک کہ ان کے مذاہب ختم ہو گئے ان کی اتباع کرنے والا کوئی نہیں رہا اور سب کے سب ان چار مذاہب میں آشامل ہوئے ان ادوار میں بہت سے ایسے اہل علم بھی ہوئے جنہیں مقام اجتہاد حاصل تھا لیکن انہوں نے بھی تقلید ہی میں عافیت سمجھی۔ البتہ تاریخ میں بہت ہی قلیل لوگ (جن کے نام ایک ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کیے جا سکتے ہیں) ایسے تھے جنہوں نے تقلید نہ کی لیکن وہ کبھی ایک جماعت میں منظم نہ ہوئے ان کا یہ انتشار ذہنی خود جماعت بندی کے تصور سے ایک کھلا ٹکراؤ تھا یہی وجہ ہے کہ تاہم بعد کے اہل علم نے ان کی باتوں کو بالکل بے وزن ٹھہرایا اور آج یہ لوگ تاریخ کے در بچوں میں الگ تھلگ کھڑے نظر آرہے ہیں۔ اس علیحدگی کا نتیجہ یہ نکلا کہ

انہوں نے بہت سے مسائل میں ٹھوکر کھائی اور وہ تنہا کے تنہا رہ گئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اب ان چار مذاہب سے خروج کرنا جائز نہیں جو ان سے باہر ہوگا وہ سواد اعظم سے خارج سمجھا جائے گا۔ ہم یہاں علامہ ابن خلدون (۸۰۸ھ) اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) کے بیانات نقل کئے دیتے ہیں علامہ ابن خلدون المغربی (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں۔

دیار وامصار میں ان ہی ائمہ اربعہ میں تقلید منحصر ہو گئی اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلد ناپید ہو گئے۔ اور فی زماننا مدعی اجتہاد مردود اور اس کی تقلید مہجور اور متروک ہے اور اہل اسلام ان ہی ائمہ اربعہ کی تقلید پر مستقیم ہو گئے ہیں (مقدمہ ابن خلدون ص)

ولما اندرست المذاهب الحقة الاهذه المذاهب الاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها خروجا عن السواد الاعظم (عقد الجید ص ۳۸)

(ترجمہ) جب مذاہب اربعہ کے سوا سارے مذہب ناپید ہو گئے تو اب انہی چار مذاہب کا اتباع سواد اعظم کا اتباع کہلائے گا اور ان چار سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا شمار ہوگا۔

(۸) سوال ۔ جب شیعہ کے سوا پوری امت ان چار مذاہب پر متفق ہو گئی تو کیا تقلید پر پوری امت کا اجماع نہ ہو گیا؟ اور کیا کسی شخص کو اجماع امت سے نکلنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

جواب :۔ تقلید جائز ہے یا نہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ جائز ہے۔ پھر انسان مجتہدین میں سے جس کی چاہے تقلید کرے بشرطیکہ اسکی فقہ اسے ملی ہو۔ یہ بات بھی طے ہو چکی ہے کہ اب تقلید صرف ان چار مذاہب کی ہی ہو سکے گی اس کے سوا نہ کسی کا مذہب مدون ہے نہ اسکی تقلید ہو سکے گی۔ صحابہ کے مذاہب بھی چونکہ ایک جگہ مدون نہیں ہو سکے اس لئے ان کی اتباع بھی بطور ایک مذہب کے (کہ اس میں ہر مسئلہ مل جائے) نہ ہو سکے گی۔ اس لئے ان چار مذاہب سے خروج کی اجازت نہیں ہے۔

(۹) سوال ۔ تقلید اور اتباع دونوں کا مفہوم ایک ہے یا دونوں الگ الگ ہیں؟

جواب :۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے، غیر مقلدوں کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

معنی تقلید کے اصطلاح میں اہل اصول کے یہ ہیں مان لینا اور عمل کرنا ساتھ قول بلا دلیل اس شخص کے جس کا قول حجت شرعی نہ ہو تو بنا بر اس اصطلاح کے۔ رجوع کرنا عامی کا

طرف مجتہدوں کی۔ اور تقلید کرنی ان کی کسی مسئلہ میں تقلید نہ ہوگی بلکہ اس کو اتباع اور سوال کہیں گے اور معنی تقلید کے عرف میں یہ ہیں کہ وقت لاعلمی کے کسی اہل علم کا قول مان لینا اور اس پر عمل کرنا اور اسی معنی عرفی میں مجتہدوں کے اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے (معیارالحق ص ۶۶)

(نوٹ) مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنے شیخ الکل کی طرح بات کو ختم کرنا نہیں چاہتے اختلاف کو باقی رکھنا چاہتے ہیں وہ اپنے استاد کی اس تشریح سے متفق نہیں ہیں ان کا کہنا ہے کہ دونوں میں مغایرت ہے وہ لکھتے ہیں کہ

ہمارا اعتقاد ہے کہ ہم اتباع سلف کے مامور ہیں تقلید سلف کے مامور نہیں۔ تقلید اور اتباع میں بہت فرق ہے تقلید محض قول بلا معرفت دلیل کے قبول کرنے کا نام ہے اور اتباع علی وجہ البصیرت قبول کرنے کا نام ہے (تقلید شخصی وسلفی ص ۴۲)

معلوم نہیں عام غیر مقلدوں کے نزدیک استاد شاگرد میں سے کس کی بات درست اور صحیح ہے اور یہ لوگ اس باب میں کس کی اتباع اور تقلید کرتے ہوں گے۔

(۱۰) سوال۔ امام ابو حنیفہ کس کے مقلد تھے؟

جواب:۔ امت نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ آپ مجتہد تھے تاہم آپ نے بعض مسائل میں حضرت امام ابراہیم نخعی (۹۶ھ) کی پیروی کی ہے اور ان کے مذہب سے اتفاق کیا ہے۔ غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ

کان ابو حنیفة الزمهم بمذهب ابراهیم (الجنه فی الاسوه الحسنه بالسنه ص ۴۲)

(ترجمہ) امام ابو حنیفہ حضرت ابراہیم نخعی کے مذہب کو سب سے زیادہ پکڑنے والے تھے۔

(۱۱) سوال۔ امام ابراہیم نخعی کس کے مقلد تھے؟

جواب:۔ آپ بھی اپنے دور کے مجتہد تھے تاہم آپ کے مذہب کا زیادہ مدار خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ اور صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے اقوال پر تھا اور قرآن وسنت کی مرادات اور اصولوں میں آپ بالعموم انہی کے فیصلے پر اپنے مذہب کا مدار رکھتے تھے۔

(۱۲) سوال:۔ امام شافعیؒ کس کے مقلد تھے۔

جواب:۔ امام شافعیؒ کو مجتہد تسلیم کیا گیا ہے پھر بھی آپ نے بھی بعض مسائل میں حضرت امام عطاء (۱۱۷ھ) کی تقلید کی ہے۔ نواب صاحب لکھتے ہیں:

قال الشافعیؒ فی مواضع من الحج قلته تقلیدالعطاء (الجزء ۶۸)

ترجمہ: امام شافعیؒ نے بہت سے مقامات پر یہ بات کہی ہے کہ میں نے یہ بات امام عطا کی تقلید میں کہی ہے۔

(۱۳) سوال :۔امام احمد بن حنبل کس کے مقلد تھے۔

جواب:۔امام احمد بن حنبل تیسری صدی کے مجتہد ہیں اگر انہیں کسی مسئلہ میں قرآن و سنت ملتی تو پھر آپ امام شافعیؒ کے قول پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھتے تھے اور اسے حجت قرار دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی سائل نے ایک مسئلہ کے متعلق یہ بات کہی کہ اس میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے امام احمدؒ نے جواباً کہا کہ اس باب میں امام شافعیؒ کا قول موجود ہے اور ان کا قول ایک مستقل حجت اور دلیل ہے حمید بن المصری کہتے ہیں کہ:

" قال کنت عند احمد بن حنبل نتذاکر فی مسئلة فقال رجل لا حمد یا عبد الله لا یصح فیه حدیث قال ان لم یصح فیه حدیث ففیه قول الشافعیؒ و حجته الیت شیٔ فیه "

(تہذیب ج ۹ ص ۲۸)

ہم امام احمدؒ کے پاس بیٹھے ایک مسئلہ کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے اتنے میں ایک سائل نے امام احمد سے کہا کہ اس باب میں کوئی ایک حدیث بھی صحیح نہیں (یعنی آپ جو فیصلہ کر رہے ہیں اس میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے) آپ نے کہا اگر اس باب میں کوئی صحیح حدیث نہ ملے تو کیا ہوا اس میں امام شافعیؒ کا قول تو موجود ہے اور ان کا قول خود ایک حجت ہے۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ کے اقوال امت میں ہمیشہ ایک حجت سمجھے گئے ہیں محدثین (امام بخاری وغیرہم) نے اپنی کتب حدیث میں ائمہ کے اقوال سے باقاعدہ سند پکڑی ہے اور اسے کوئی عیب نہیں جانا، اور آج تک کسی صاحب حدیث (محدث) نے اس کی تغلیط نہیں کی کیا صحیح بخاری میں کوفہ کے امام ابراہیم نخعی کی فقہی آراء موجود نہیں اور کیا امام بخاری نے علم میں اپنے آپ کو کوفہ کا محتاج نہ جانا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

حضرامام احمدؒ جب خود مجتہد ہیں تو پھر انہوں نے امام شافعیؒ کے قول کی تقلید کیوں کی؟

جواباً عرض یہ ہے کہ مسائل منصوصہ میں تو حضرت امام احمد کتاب و سنت سے استنباط

کرنے کے اہل تھے اور مجتہد تھے جن نئے مسائل کی انہیں ضرورت درپیش ہوتی وہ کتاب وسنت میں اجتہاد کر کے خود مسائل کا استخراج کر سکتے تھے لیکن جہاں انہیں پیش آمدہ حوادث میں کتاب وسنت سے کوئی اصل نہ ملے تو وہاں وہ استحسان کی بجائے پہلے کے کسی مجتہد کی پیروی میں زیادہ احتیاط سمجھتے تھے سو ان کا کسی بات میں امام شافعیؒ کی تقلید کرنا ان کے مجتہد ہونے کی شان کے خلاف نہیں ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ باوجود بلند پایہ مجتہد ہونے کے حضرت عمرؓ کے فیصلے کے آگے اپنی رائے چھوڑ دیتے تھے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ غیر منصوص مسائل میں اپنے سے اعلم کی تقلید کرنا اور ان کے قول پر اپنے مذہب کی بناء رکھنا درست ہے یہ کوئی معیوب بات نہیں، بلکہ محدثین کا طریقہ رہا ہے اور کسی اہل حدیث (محدث) کو اس سے اختلاف نہیں ہوا۔

(۱۴) سوال:۔ائمہ اربعہ کے مذاہب کی اصل کیا ہے اور یہ مذاہب کن سے ماخوذ ہیں؟

جواب:۔ائمہ اربعہ کے مذاہب کی اصل صحابہ کے فقہی اقوال ہیں انہوں نے یہ اقوال صحابہ سے لئے اور انہیں قرآن وسنت کی روشنی میں جانچا۔ مذاہب اربعہ کی اصل قرآن وسنت رہی ہے تاہم قرآن وسنت کو سمجھنے کے لئے انہوں نے زیادہ تر حضرت عمر فاروقؓ کی پیروی کی ہے۔یوں سمجھئے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا مذہب متن کی طرح ہے جس سے کسی سنی مسلمان کو نہ نکلنا چاہئے اور یہ مذاہب اسکی شروحات ہیں۔اور شروحات میں متن کو باقی رکھتے ہوئے اختلاف کا ہونا اہل علم سے مخفی نہیں ہے حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں

مذہب فاروق اعظم بمنزلہ متن است ومذہب اربعہ بمنزلہ شروح (ازالۃ الخفاء ج۲ ص۸۲)

(ترجمہ) فاروق اعظمؓ کا مذہب بمنزلہ متن کے ہے اور ائمہ اربعہ کے مذاہب اسکی شروحات کے طور پر ہیں صحابہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سب سے زیادہ حضرت عمرؓ کے پیرو رہے ہیں

(۱۵)سوال:۔کیا ابتدائی صدیوں میں علماء کسی کی تقلید کرتے تھے؟

جواب:۔ جی ہاں۔اس دور میں عوام اہل علم کی طرف رجوع کرتے تھے اور اہل علم اپنے سے اعلم کی تقلید کرتے تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں

لان الناس لم یزالو ا من زمن الصحابۃ الی ان ظھرت المذاھب الا ربعۃ یقلدون من اتفق من العلماء من غیر نکیر یعتبر انکارہ ولو کان ذلک باطلا لا نکروہ

(عقد الجید ص ۲۹)

(ترجمہ) صحابہ کرام کے دور سے لے کر مذاہب اربعہ کے ظہور تک لوگ علماء کی جس کا بھی اتفاق ہو جاتا بغیر کسی نکیر کے تقلید کر لیتے تھے اگر تقلید باطل (اور حرام) ہوتی تو وہ حضرات (پہلی دوسری صدی کے علماء) اسکا (کھلا) انکار کرتے اور لوگوں کو کہتے کہ یہ غلط ہے انکا انکار نہ کرنا اور متفق علیہ طور پر اس سلسلہ کا جاری رہنا بتاتا ہے کہ اہل علم کی تقلید کو ہر دور میں ضروری سمجھا گیا ہے کسی بھی دور میں اسے باطل نہیں گردانا گیا غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب اس کا کھلا اعتراف کرتے ہیں۔

فلا تجد احدا من الا ئمة الا وهو مقلد من هو اعلم منه فی بعض الا حکام (الجتہ ص ۶۸)

ترجمہ :۔ تو نہ پائے گا کسی بھی ایک امام (محدث اور عالم) کو مگر یہ کہ وہ بعض احکام میں اپنے سے اعلم کا مقلد ہے۔

(۱۶) سوال:۔ کیا چوتھی صدی سے قبل لوگ کسی کی تقلید کرتے تھے۔

جواب:۔ ہم ابھی بتلا چکے ہیں کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں عوام اہل علم کی اور اہل علم اپنے سے اعلم کے مقلد تھے یہ لفظ نواب صاحب کی تحریر میں موجود ہے) ان اہل علم میں محدثین بھی تھے اور عوام بھی یہ سب کے سب کسی نہ کسی امام کے پیروکار تھے۔ ۲۲۸ھ میں جب عباسی خلیفہ واثق باللہ نے سد سکندری کا حال معلوم کرنے کیلئے ایک وفد بھیجا تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حنفی مذہب کے پیروکار ہیں۔ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

محافظاں سد کہ دراں جا بودند ہمہ دین اسلام داشتند و مذہب حنفی و زبان عربی و فارسی می گفتند لما از سلطنت عباسیہ بے خبر بودند (ریاض المرتاض ص ۳۱۶)

ترجمہ :۔ سد سکندری کی حفاظت کرنے والے (یعنی وہاں کے باشندے) اہل اسلام ہیں اور حنفی مذہب پر ہیں انکی زبان عربی اور فارسی ہے البتہ عباسی سلطنت سے وہ بے خبر ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ تیسری صدی میں بھی امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہ کی تقلید ہوتی رہی امام احمد بن حنبلؒ حیات تھے آپ کی وفات (۲۴۱ھ) میں ہوئی ہے۔

(۱۷) سوال:۔ عامی آدمی اور ان پڑھ کیلئے کسی مجتہد کی تقلید ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:۔ تاریخ اسلام پر نظر کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ عوام تو کجا بڑے بڑے محدثین اور مفسرین بھی مجتہد کی تقلید کرتے تھے اور وہ اپنے آپ کو مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب

سے وابستہ کئے ہوئے تھے ظاہر ہے کہ جب محدث (اہل حدیث) اور مفسر (اہل تفسیر) کو تقلید اعلم سے چارہ نہیں تو عوام کس طرح غیر ملتقد رہ سکتے ہیں۔ پیشوائے غیر مقلدین کا یہ بیان دیکھئے کہ وہ عوام کے لیے مجتہد کی تقلید کو واجب کہتے ہیں:

ووجب علی العامی تقلید و الا خذبفتواہ و قد استفاض الخبر عن النبی ﷺ انہ لما بعث معاذا الی الیمن قال یا معاذ (الحدیث) (لقط المجلان ص ۱۳۷)

ترجمہ۔ عام آدمی پر مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے اور اسکے فتوی پر عمل کرنا لازم ہے اور آنحضرت ﷺ سے یہ بات خبر استفاضہ کے طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا تو کہا کہ اے معاذ ! (الحدیث)

(۱۸) سوال:۔ مذاہب اربعہ سے خروج سواد اعظم سے خروج سمجھا جائے گا یا نہیں؟

جواب:۔ اسکا ہم جواب اوپر سوال نمبر ۷ کے جواب میں دے آئے ہیں۔ پیش نظر رہے کہ ابتدائی صدیوں میں بہت سے مذاہب پائے جاتے تھے جوں جوں زمانہ گذرتا گیا مذاہب اربعہ کے سوا سب مذاہب ناپید ہوتے گئے اور اب دنیا میں ان مذاہب کے پیروکار نہیں ملتے اور نہ ہی ان کی فقہ کسی ایک جگہ مدون ملتی ہے۔ سوائے مذاہب اربعہ کے۔ اسلئے اب ان مذاہب سے خروج کرنے والا یقیناً سواد اعظم سے خروج کرنے والا سمجھا جائے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی یہ عبارت آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔

ولما اندرست المذاہب الحقۃ الاربعۃ ھذہ المذھب الاربعۃ کان اتباعھا اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنھا خروجا عن السواد الاعظم (عقد الجید ص ۳۸)

(ترجمہ) جب مذاہب اربعہ کے سوا سارے مذہب ناپید ہو گئے تو اب انہی چار مذاہب کا اتباع سواد اعظم کا اتباع کہلائے گا اور ان چار سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا شمار ہوگا۔

(۱۹) سوال: احناف کا دعوی ہے کہ فقہ حنفی شورائی فقہ ہے یہ کہاں تک صحیح ہے۔

جواب:۔ فقہ حنفی کے شورائی فقہ ہونے پر کسی کا اختلاف نہیں: یہ فقہ کسی ایک شخص یا ایک امام کی انفرادی رائے یا تشریح کا نام ہیں بلکہ مختلف علوم کے حامل علماء (محدثین، مفسرین، ائمہ لغت علماء ادبو عربیت وغیرہم) کے بحث و مباحثہ کے بعد فقہ حنفی تدوین ہوئی ہے اور اسکے مسائل طے پائے ہیں نامناسب نہ ہوگا کہ ہم یہاں غیر مقلدوں کے معروف آرگن الاعتصام لاہور کا یہ بیان درج کر دیں۔

امام اعظمؒ نے بیشک اپنے زمانے کے مقتضیات تمدن کو سامنے رکھ کر طریقہ شوری کے ذریعہ اسلامی قوانین اور فقہ کی تدوین فرمائی اور حقیقت میں یہ عظیم الشان کام تھا اسکی عظمت وضرورت کا انکار ناممکن ہے۔
(الاعتصام ۸ جولائی ۱۹۶۰ ص ۵ کالم ۱)

(۲۰) سوال:۔ جب ہم آنحضرت ﷺ کے امتی ہیں تو پھر ہمیں حنفی شافعی نہیں کہنا چاہئے یہ حق پیغمبر کا ہے کہ اس کی طرف نسبت کی جائے نہ کہ غیر پیغمبر کی طرف اپنے کو منسوب کیا جائے۔

جواب:۔ کسی مناسبت کی بناء پر کسی کی طرف نسبت کرنا شرک نہیں ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ پیغمبر نہیں۔ تاہم تابعین نے اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی نہ امام بخاری نے اسے شرک کہا ہے بلکہ اپنی صحیح میں اسے جگہ دی ہے۔

عن ابی عبد الرحمٰن وکان عثمانیا فقال لا بن عطیہ وکان علویا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۳۳)

ابو عبد الرحمٰن سے مروی ہے اور وہ عثمانی تھے آپ نے ابن عطیہ کو کہا اور وہ علوی تھے۔

(۲۱) سوال:۔ تقلید کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ ایک ہی مذہب کی کی جائے؟

جواب:۔ سوال نمبر ۲۰ کے جواب میں ہم اس کی وضاحت کر چکے ہیں کہ ایک ہی مذہب کی تقلید کی جانی چاہئے۔ اگر کوئی شخص ایک مسئلہ کے لئے حنفی ہو جائے پھر کسی اور مسئلہ کے لئے شافعی بن جائے اور کچھ عرصہ بعد مالکی ہو جائے اور پھر کسی مسئلہ کے لئے شافعیت پر آجائے تو اس کا یہ مذہب تبدیل کرنا قوت دلائل کی بناء پر نہ ہوگا اپنی ضرورت اور سہولت کی بناء پر ہوگا یہ کسی مذہب کی تقلید نہ ہوگی اپنے نفس کی تقلید ہوگی جس سے قرآن نے سختی سے روکا ہے اور بتلایا ہے کہ ہوئی وخواہش کے پیچھے نہ چلو تجھے راستہ سے بچلادیں گے۔ قرآن کریم میں ہے۔

و لاتتبع الھویٰ فیضلك عن سبیل الله ان الله الذین یضلون عن سبیل الله لھم عذاب شدید بما نسوایوم الحساب. (پ ۲۳ سورہ ص ۲۶)

(ترجمہ) اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلادے اللہ کی راہ سے بیشک جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

ہاں ذاتی ضرورت میں نہیں وسیع قومی مفاد میں کسی مذہب کے علماء کبار دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ کو اختیار کریں تو اس کی چند شرائط کے ساتھ اجازت ہے یہ تلفیق نہ ہوگی تلفیق وہ

ہے جو ذاتی ضرورت کے لئے ہو جس کی بنا نفسانی خواہش پر ہو اور یہ اہل علم سے مخفی نہیں سو تقلید کے لئے کسی ایک مذہب معین کی پابندی ہونی چاہئے۔ پھر حنفی مذہب میں تو کسی ایک امام کی تقلید نہیں اس میں امام ابو یوسف امام زفر امام محمد امام طحاوی امام کرخی امام سرخسی کے اقوال پر بھی کئی جگہ فتویٰ دیا گیا ہے۔ اور علامہ شامی اور علامہ طحطاوی جیسے علماء کبار نے بعض مقامات پر امام مالک کے قول پر بھی فتویٰ دیا ہے

(۲۲) سوال :۔ مذاہب اربعہ بدعت حسنہ ہیں یا بدعت سیہ اور اس کے مقلدین کو بدعتی کہنا صحیح ہے یا نہیں۔

جواب :۔ غیر مقلدوں کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی کے استاذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ :

اتباع مسائل مذاہب اربعہ بدعت نیست نہ سیہ نہ حسنہ بلکہ اتباع آنہا نست است ہر گز مقلد ایشاں را بدعتی نخواہند گفت زیرا کہ تقلید ایشاں تقلید حدیث شریف است باعتبار الظاہر والباطن پس متبع را بدعتی گفتن ضلال و موجب نکال است (مأۃ مسائل ص ۹۲، ۹۳)

ترجمہ :۔ مذاہب اربعہ کے مسائل کا اتباع کرنا کوئی بدعت نہیں نہ بدعت حسنہ ہے نہ بدعت سیہ بلکہ ان کی اتباع دراصل سنت کی ہی اتباع ہے۔ ائمہ اربعہ کے مقلد کو بدعتی نہ کہنا چاہئے اس لئے کہ ان کی تقلید درحقیقت حدیث شریف کی تقلید ہے خواہ اسے ظاہر کے اعتبار سے کہو خواہ اسے باطن کے اعتبار سے۔ پس متبع حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور یہ بات عذاب کا موجب ہوگی۔

غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان کے استاذ محترم مفتی صدر الدین صاحب (دیکھئے الحطہ ص ۱۰) لکھتے ہیں :

کہ مذہب یکے از ائمہ اربعہ اختیار کند آن متبع سنت رسول ﷺ و شخصے عامی بلکہ عالم را نیز کہ بمرتبہ اجتہاد نرسیدہ باشد تقلید یکے از مجتہدان امت واجب است و بالفعل مذاہب اربعہ از مجتہدین است مشہور و متواتر و مقبول و مدون و منقول است پس تقلید یکے را ازیں چہار ائمہ اختیار باید کرد و منکراں حقیت مذاہب اربعہ و بدعت گویند آں را تقلید ضال و مضل اند۔

وھم اضلوا کثیرا ضلوا عن سواء السبیل (تنبیہ الضالین ص ۴۵)

یعنی۔ جو شخص ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب اختیار کرتا ہے وہ متبع سنت ہے اور عام آدمی

اور عالم بلکہ وہ شخص جو مرتبہ اجتہاد کو نہ پہنچ جائے اسے بھی کسی ایک مجتہد کی پیروی کرنا ضروری ہے اور عملی طور پر مذاہب اربعہ مجتہدین سے تواتر اور شہرت کے ساتھ مقبول اور مدون اور منقول ہیں پس ان میں سے کسی ایک کی تقلید اختیار کرنی چاہئے اور مذاہب اربعہ کے حق ہونے کے منکر اور تقلید کو بدعت کہنے والے ضال اور مضل ہیں اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو راستہ سے گمراہ کیا ہے اور وہ خود بھی سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

(۲۳) سوال:۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں سب کے سب غیر مقلد تھے یہ حنفی تو بہت بعد کی پیداوار ہیں آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب: ۔ ہندوستان میں جب سے اسلام نے قدم رکھا ہے سب مسلمان اہل سنت اور مذہب حنفی کے پیروکار رہے اس لئے یہ کہنا کہ احناف بہت بعد کی پیداوار ہیں درست نہیں۔ غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے (ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں ۹۹ رفیصد لوگ حنفی المذہب رہے ہیں ہاں غیر مقلدوں کے بارے میں یہ بات کہی جائے کہ یہ اب پیدا ہوئے ہیں تو بجا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم کچھ کہیں نواب صدیق حسن خان صاحب نے ان کے بارے میں ایک طویل حقیقت پسندانہ تبصرہ کیا ہے اسکا صرف ایک ابتدائی حصہ ملاحظہ کریں:

فقدنبت فی هذا الزمان ذات سمعة و رياء تدعی لا نفسها علم الحديث و القرآن و العمل والعرفان بها (الحطه ٦٧)

اس زمانے میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو شہرت پسند اور ریاکار ہے جسے علم قرآن اور علم حدیث کا دعوی ہے اور وں اس پر عمل و عرفان کا مدعی ہے۔

موصوف کے اس بیان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ فرقہ غیر مقلدین انگریز کے دور کی پیداوار ہے۔ اسی جماعت کے ایک اور بزرگ شیخ الکل کے شاگرد رشید مولانا محمد شاہجہان پوری بھی اس فرقہ

کے نوزائیدہ ہونے کی اس طرح تصریح کرتے ہیں۔

پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال (غیر مقلدوں کے خیال) کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی، یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا لامذہب لیا جاتا ہے۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۳)

اس فرقہ کے ابتدا میں مختلف نام تھے ابھی انگریز انکے کسی ایک نام پر متفق نہ ہوئے تھے انہوں نے انہیں اہل حدیث نام بہت بعد میں دیا ہے ۔ پہلے انکی زیادہ شہرت لامذہب کے نام سے تھی اب آپ فیصلہ کریں کہ کون اس صدی کی پیداوار ہے اور کون ایک پورے تاریخی تسلسل کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔ ہم نے غیر مقلدوں کے ان دو بزرگوں کی شہادتیں پیش کی ہیں ان کے علاوہ بھی شہادتیں ہیں ان سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ غیر مقلدین کی جماعت تاریخ کا کوئی تسلسل نہیں رکھتی یہ برصغیر میں انگریزی اقتدار میں وجود میں آئی ہے۔

سوا اپنے تاریخی وجود میں قادیانی اور یہ جماعت غیر مقلدین ایک ہی دور کے لوگ ہیں۔

(۲۴) سوال:۔ شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے عجیب مقام سے نوازا تھا آپ پہلے سے مقلد چلے آرہے تھے مگر طبیعت اس پر جمتی نہ تھی یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے آپ کو امام ابو حنیفہؒ کی تقلید پر متوجہ فرمایا۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

و استفدت منه ﷺ ثلاثة امور خلاف ما كان عندي و ما كانت طبعي تميل اليه اشدميل فصارت هذه الاستفادة من براهين الحق تعالىٰ على ،الى قوله ، و ثانيهما الوصاة بالتقليد بهذه المذاهب الاربعة (فيوض الحرمين ص ١٨٦)

(ترجمہ) مجھے آنحضرت ﷺ کی جانب سے تین ایسی باتیں حاصل ہوئی ہیں جن کی طرف میرا قلبی میلان نہ تھا۔ حضور ﷺ سے یہ استفادہ میرے اوپر برہان حق ہو گیا ان تین امور میں سے دوسری بات یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں مذاہب اربعہ کی تقلید کے اندر رہوں۔

مذاہب اربعہ میں آپ کو کس مذہب سے وابستہ رہنے کی ہدایت کی گئی، اس کا جواب حضرت شاہ صاحبؒ یوں دیتے ہیں:

وعرفني رسول الله ﷺ ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطريق

؛ بالسنة المعروفة التی جمعت و نقحت فی زمان البخاری و اصحابه (ایضاً ص ۴۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مجھے بتایا کہ مذہب حنفی میں ایک عمدہ طریقہ موجود ہے جو دوسرے طرق کی بہ نسبت اس سنت مشہورہ کی زیادہ موافق ہے جس کی تدوین اور تنقیح امام بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانہ میں ہوئی محدث کبیر حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہ نے فیض الباری کے آخر میں ان مسائل کی ایک لمبی فہرست پیش کی ہے جن میں حضرت امام بخاریؒ امام شافعیؒ کی تحقیق سے حنفیوں کے زیادہ قریب ہیں سو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا مکاشفہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ہندوستان کے رہنے والے تھے یہاں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید ہوتی تھی آپ نے لکھا کہ یہاں کے رہنے والے امام ابو حنیفہ کی پیروی کریں کیونکہ ان علاقوں میں دیگر ائمہ کے مذاہب اور ان کی کتابیں رائج نہیں ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

فان کان انسان جاهلا فی بلاد الهند و جب علیه ان یقلد بمذهب ابی حنیفةؒ و یحرم علیه الخروج من مذهبه (انصاف ص ۷۰)

(ترجمہ) اگر کوئی جاہل شخص ہندوستان میں رہتا ہو اور اسے دینی معاملات میں کوئی بات پیش آجائے تو اس کے لئے واجب ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تقلید کرے اور اس شخص کے لئے مذہب حنفی سے نکلنا حرام ہوگا۔

غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب اہل حدیث (غیر مقلد) نہیں تھے۔ ان کے ایک پروفیسر طالب الرحمٰن کے قریبی عزیز ڈاکٹر شفیق زیدی اپنے ایک ہم مسلک عالم اشرف سندھو (جس نے حضرت شاہ صاحب کو اہل حدیث بتایا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

شاہ ولی اللہ صاحب کو اہل حدیث قرار دیتے ہوئے یہ بات اشرف سندھو بھول گئے کہ اسی انفاس العارفین میں لکھا ہے۔ ایسے نظریات والے کو صرف اس لئے اہل حدیث کہنا ظلم ہے۔

(اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ ص ۱۶)

(۲۵) سوال:۔ امام بخاریؒ امام مسلمؒ اور دیگر محدثین کے مذاہب کیا تھے؟

جواب:۔ بعض علماء نے امام ابو داؤد امام ترمذی کو مجتہد منتسب بتایا ہے (انصاف ص ۷۹) حضرت امام بخاری کو بعض نے مجتہد اور بعض نے شافعی بتایا ہے۔ کہ آپ امام شافعی کے استنباط کردہ

مسائل کے پیروکار ہے۔نواب صاحب نے الحطہ بذکر الصحاح الستہ اور دیگر کتابوں میں اکثر مولفین صحاح ستہ کو ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کا مقلد بتایا ہے۔

(۲۶) سوال:۔ شیخ محمد عبدالوہاب نجدی کا مذہب حنبلی تھا آپ فروع میں امام احمد بن حنبل کے پیروکار تھے سعودی عرب کا سرکاری مذہب بھی حنبلی ہی ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب کو جب غیر مقلد کہا گیا تو انہوں نے اس کی سختی سے تردید کی اور لکھا:

لنحن و لله الحمد متبعون لا مبتدعون على مذهب الامام احمد حنبل.

(محمد بن عبدالوہاب ص ۴۷ للعلامہ احمد عبدالغفور طبع بیروت)

(ترجمہ) ہم الحمد للہ متبع سنت ہیں امام احمد کے مذہب پر ہیں ہم بدعتی نہیں ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف کے نزدیک تقلید کے منکر بدعتی ہیں آپ ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

انی ولله الحمد متبع ولست بمبتدع عقیدتی ودینی الذی ادین الله به (ایضاً ۹)

(ترجمہ) میں الحمد للہ متبع (کسی مجتہد کے پیچھے چلنے والا ہوں مبتدع، غیر مقلد) نہیں میرا عقیدہ اور میرا دین جو میں نے اللہ کے حضور اختیار کیا ہوا ہے یہی ہے.....الخ

آپ کے صاحبزادے شیخ عبداللہ نے اپنے اور اپنے والد کے مسلک کے سلسلے میں لکھا کہ:

نحن ایضاً فی الفروع علی مذهب الامام احمد بن حنبل و لا ننکر علی من قلد الائمة الاربعة دون غیرهم لعدم ضبط مذاهب الغیر کالرافضة و الزیدیة و الامامیة و نحوهم لا نقرهم علی شیء من مذاهبهم الفاسدة بل نجبر هم علی تقلید احد الائمة الاربعة و لا نستحق مرتبة الاجتهاد و لا احد منا یدعیه.

(الشیخ محمد بن عبدالوہاب ص ۵۶ تالیف شیخ احمد بن حجر تصحیح شیخ عبدالعزیز بن باز)

(ترجمہ) ہم فروعات میں امام احمد بن حنبل کے مذہب پر ہیں اور ہم ان لوگوں پر نکیر نہیں کرتے جو ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں اوروں کی نہیں کرتے کیونکہ دوسرے مذاہب منضبط نہیں جیسے رافضی اور زیدیہ اور امامیہ کے مذاہب، ہم ان کو ان مذاہب فاسدہ پر برقرار نہ رہنے دیں گے ہم ان کو مجبور کریں گے کہ وہ ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کریں اور ہم مرتبہ اجتہاد کے مستحق نہیں ہیں اور نہ ہم میں سے کوئی اس کا مدعی ہے۔

(۲۷)سوال:۔ کیا حضرت شاہ اسماعیل شہید مقلد تھے؟ان کی ایک کتاب رفع یدین پر موجود ہے کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ غیر مقلد تھے حنفی نہ تھے۔

جواب :۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید خاندان ولی اللہی کے ایک ممتاز فرد ہیں اور یہ سارا گھرانہ بیت الحنفیہ رہا نواب صدیق حسن خان نے اسے تسلیم کیا ہے۔ آپ کے حنفی ہونے کی گواہی آپ کے پیر بھائی مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی سے لیجئے جو اس وقت آپ کے ساتھ ساتھ رہے مولانا موصوف لکھتے ہیں:

مولوی اسمٰعیل کو ہم نے دیکھا ہے اہل سنت اہل مذہب حنفی ومحدث ومفسر تھے (کشف الحجاب ص ۲۳)

اس سے پہلے آپ نے یہ بھی لکھا ہے:

گو اب کے لوگوں نے مولوی اسمٰعیل کو نہیں دیکھا پر ہم نے ان کو دیکھا ہے وہ ایک عالم مقلد نیک نیت باخدا اور شہید تھے وہ ہرگز لامذہب غیر مقلد نہیں تھے انکو غیر مقلد کہنے والا جھوٹا ہے (ایضاً ص ۲۲)

رہی یہ بات کہ آپ نے رفع یدین پر ایک رسالہ لکھا اس لئے وہ غیر مقلد ہوئے نہایت غلط استدلال ہے۔ رفع یدین شوافع بھی کرتے ہیں اور حنابلہ بھی کیا یہ سارے شوافع اور حنابلہ غیر مقلد ہو گئے؟ حضرت شاہ صاحب کی تحقیق میں رفع یدین متروک نہیں تھا تاہم عملاً آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے اگر آپ رفع یدین کرتے ہوتے تو آپ کے ساتھی مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی کبھی یہ نہ کہتے کہ آپ حنفی تھے۔

غیر مقلدوں کے ڈاکٹر شفیق زیدی اپنے ہم مسلک عالم مولانا عبدالمجید سوہدروی (جنھوں نے شاہ اسمٰعیل شہید کو اہل حدیث (غیر مقلد) بتایا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

یہاں یہ بحث نہیں کہ صراط مستقیم کتاب کس کی ہے بلکہ عبدالمجید صاحب جیسے جید اہل حدیث عالم صراط مستقیم کے مضامین ہی کو مواعظ حسنہ قرار دے رہے ہیں کیا ایسی کتب کے حوالے سے سید احمد اور شاہ اسمٰعیل صاحب کو اہل حدیث ثابت کرنا ایمانی موت نہیں؟ (اہل توحید کیلئے لمحہ فکریہ ص ۲۰)

غیر مقلدوں کے ایک اور عالم مولوی عبدالعزیز نورستانی صراط مستقیم کے ناشر مکتبہ سلفیہ لاہور کے بارے میں لکھتے ہیں ان کتابوں کو جن لوگوں نے طبع فرمایا اور اس قسم کے شرکیہ کلام جو مسلک اہل حدیث کے سراسر خلاف ہے کو بلا تعلیق وتردید چھپوا کر شائع کیا قابل مذمت ہے انکو اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہئے (ایضاً ص ۱۵)

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ جو لوگ حضرت شاہ اسمٰعیل کو اہل حدیث بتانا ایمان کی موت

سمجھتے ہوں اور انکی کتابوں کو شائع کرنے والوں کو قابل مذمت گردانتے ہوں کیا وہ انہیں اہل حدیث (غیر مقلد) مانتے ہونگے ؟

(۲۸) سوال :۔ اہل حدیث اور غیر مقلد ایک ہیں یا ان میں فرق ہے اہل حدیث سے کیا مراد ہے۔

جواب لفظ اہل حدیث سے مراد محدثین ہیں یہ ایک علمی طبقہ کا نام ہے جس طرح مفسرین کیلئے اہل قرآن علمائے عربیت کیلئے اہل ادب فقہاء کیلئے اہل فقہ اسی طرح اہل حدیث اور کبھی اصحاب الحدیث بولا جاتا رہا ہے ہاں شافعیہ کیلئے یہ لفظ ضرور کہیں کہیں ملتا ہے جو لوگ ان پڑھ ہوں اور حدیث کی ایک سطر بھی نہ پڑھ سکتے ہوں انہیں اہل حدیث کہنا محدثین کی توہین نہیں تو کیا ہے۔

اہل حدیث محدثین ہیں ان محدثین میں احناف بھی ہیں شوافع بھی موالک بھی اہل حدیث کا لفظ کبھی بھی ترک تقلید کے معنی میں نہیں آیا یہ لفظ ہمیشہ ایک علمی طبقہ پر بولا گیا ہے جبکہ غیر مقلد کی اپنی ایک نئی تاریخ ہے اور انہوں نے اس لفظ پر آنے سے پہلے کئی اور مرحلے طے کئے ہیں آخر کار مولانا حسین بٹالوی کی کوششوں سے یہ لفظ انگریز سرکار سے انکے لئے الاٹ ہوا۔

سو اہل الحدیث ہمیشہ سے یہ ایک علمی طبقہ کا نام رہا ہے امام بخاری کہتے ہیں کہ اس سے مراد اہل علم کا ایک طبقہ ہے اماهذه الطائفة فقال البخاری هم اهل العلم (نووی شرح مسلم ۲ ص ۱۴۳) معلوم ہوا کہ اہل حدیث کا لفظ کبھی بھی عام لوگوں پر نہیں آسکتا۔

معروف غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

بعض جگہ تو انکا ذکر اہل حدیث سے ہوا ہے بعض جگہ اصحاب حدیث سے بعض جگہ اہل اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے مرجع ہر لقب کا یہی ہے (تاریخ اہل حدیث ۱۲۸)

آپ ہی بتائیں کہ اس وقت غیر مقلدوں میں جو ان پڑھ طبقہ ہے کیا اس پر محدثین کا لقب آسکتا ہے کیا انہیں اصحاب الحدیث کہا جاسکتا ہے ؟ کیا جناب میاں فضل حق صاحب جیسے نیک لوگوں کو اہل حدیث (محدثین) کہا جاسکتا ہے۔ اگر نہیں تو انہیں اہل حدیث کہنا کیسے روا ہوگا آپ انہیں لامذہب کہیں یا غیر مقلد یہ انکا صحیح نام ہے۔

مسئلہ تقلید کے چند اہم گوشے

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی

مقلدین کو قریب کرنے کے لئے تقلید پر اٹھنے والے ۳۸ سوالات کے جوابات

(۲۹) سوال :۔ تقلید کے لئے چاروں اماموں کے مسائل کیوں نہیں لئے جاسکتے ایک ہی کی تقلید کیوں کی جائے۔؟

جواب :۔ یہ تو درست ہے کہ آدمی جس جگہ رہتا ہے وہاں جس مذہب کے عالم ہوں اور انکی کتابیں مدون ہیں وہاں ان کی تقلید کرے لیکن یہ جائز نہیں کہ آدمی چار کشتیوں میں بیک وقت پاؤں رکھے۔ کوئی عقل مند شخص کسی کو بیک وقت چار جگہ پر قدم رکھنے کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے سلامتی کی راہ یہی ہے کہ ایک جگہ قدم رکھے۔

اسلام کے صدر اول میں آزاد تقلید میں کوئی خوف لاحق نہ تھا جب کسی اہل علم کی بات میسر آئی لے لی وجہ اس کی یہ تھی کہ اس وقت امانت و دیانت اور تقویٰ و نیک نیتی کا غلبہ تھا دور نبوت کے قریب نیکی وجہ سے خیر غالب تھا، خطرہ نہ تھا کہ لوگ محض خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے دین سے کھیلیں گے اور کبھی کسی سے اور کبھی کسی سے اور کبھی کسی اور سے مسائل لیں گے اس لئے لوگ بغیر کسی نکیر کے تقلید مطلق کر لیتے تھے تاہم اس وقت بھی تقلید شخصی کو اہمیت دی جارہی تھی اور صحابہ کرام اپنے سے اعلم کی اقتداء کرنیکی تلقین کرتے رہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ دور نبوت سے دور ہوتا گیا دیانت وامانت کا معیار گرتا چلا گیا بے احتیاطی بلکہ بدنیتی غالب آنے لگی ان حالات میں علماء دین اور فقہاء اسلام نے محسوس کیا کہ اگر آزاد تقلید کی اجازت دے دی جائے تو لوگ شتر بے مہار بن جائیں گے اور دین ایک کھلونا بن کر رہ جائے گا لوگ اپنی سہولت اور خواہش کی تکمیل کے لئے مختلف حالات میں مختلف کروٹیں بدلیں گے اور دین سے یہ مذاق کہیں انہیں کفر کی سرحد کے قریب نہ لے آئے اس لئے تقلید مطلق کے بجائے تقلید شخصی کا پابند بنایا جائے جیسا کہ شروع میں بھی ہوتا رہا۔ حافظ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ مختلف حالات میں مختلف مذاہب کے احکام پر عمل کرنا

باتفاق ائمہ قطعاً جائز نہیں ومثل هذا لایجوز باتفاق الائمة (فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۸۵)

حافظ ابن تیمیہ نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں لکھی امام احمدؒ سے نقل کی ہے جس کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ تقلید مطلق میں فساد دین پیدا ہونے کا شدید خطرہ ہے اس لئے اسے ناجائز بتادیا گیا اور تقلید شخصی میں چونکہ آزادی پر گرفت ہوتی ہے اور اس سے نفسانی خواہشات کی تکمیل کے ذرائع مسدود ہو جاتے ہیں اسلئے اسے ضروری ٹھہرا گیا۔ مشہور محدث امام نووی (۶۷۶ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ

ووجهه انه لو جاز اتباع ای مذهب شاء لا فضی الی ان یلتقط رخص المذاهب متبعا هواه ویتخیر بین التحلیل والتحریم والوجوب و الجواز وذلك یودی الی انحلال ربقة التکلیف بخلاف العصر الاول فانه لم تکن المذاهب الوافیة باحکام الحوادث مهذبة وعرفت فعلی هذا یلزمه ان یجتهد فی اختیار مذهب یقلده علی التعیین (المجموع شرح المهذب ج ۱ ص ۹۱)

(ترجمہ) تقلید شخصی کے ضروری ہونے کا سبب یہ ہے کہ اگر اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ انسان جس فقہی مذہب کی چاہے پیروی کرلیا کرے تو اسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ ہر مذہب کی آسانیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی خواہشات نفس کے مطابق ان پر عمل کریں گے حلال و حرام اور واجب و جائز کے احکام کا سارا اختیار خود لوگوں کو مل جائے گا اور بالآخر شرعی احکام کی پابندیاں بلکل کھل کر رہ جائیں گی بخلاف پہلے زمانہ کے کہ فقہی مذاہب مکمل طور پر مدون اور معروف و مشہور نہ تھے (لیکن اب جبکہ مذاہب فقہیہ مدون اور معروف ہو چکے) ہر شخص پر لازم ہیکہ وہ کوشش کر کے کوئی ایک مذہب چن لے اور پھر معین طور پر اسکی تقلید کرلے (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۶۶) علامہ ابن خلدون (۸۰۸ھ) اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تقلید اب ان چار مذاہب میں محصور ہو گئی۔ دوسرے سب مذاہب ناپید ہو گئے اور انکے مقلدین بھی نہ رہے اب کسی کا مرتبہ اجتہاد پر پہنچنا بھی ایک مشکل مرحلہ بن گیا اسلئے اب کسی نئے مذہب کی پیروی کا سوال ہی نہیں ہوتا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اجتہاد نااہلوں کے قبضہ میں نہ چلا جائے اسلئے علماء نے اجتہاد کے بند ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور لوگوں کو مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کی تقلید کا پابند بنایا۔

فصرحوا بالعجز والاعواز و ردو الناس الی هولاء کل من اختص به من المقلدین و حظروا ان یتداول تقلیدهم لما فیه من التلاعب (مقدمہ ابن خلدون ص ۴۴۸)

پس انہوں نے اجتہاد سے عجز کا اعلان کر دیا اور لوگوں کو ائمہ اربعہ کی تقلید کی طرف لوٹایا اور اس بات کو ممنوع کر دیا کہ ان ائمہ کی بدل بدل کر تقلید کی جائے کیونکہ ایسا کرنا دین کو کھلونا بنانے کا موجب ہے۔

ہمیں اس وقت اس خاص موضوع (تقلید شخصی) پر اکابر کی تصریحات و تشریحات جمع کرنا

مقصود نہیں ہے بتلانا صرف یہ ہے کہ تقلید مطلق کا دروازہ کھول دینا اور لوگوں کو اس بات کی اجازت دے دینا کہ وہ جب چاہیں کسی بھی امام کی تقلید کرلیں ایک بڑے خطرہ میں ڈال دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت کے محدثین اور علماء نے تقلید شخصی کو ہی بہتر اور اقرب الی الصواب راستہ بتایا ہے۔

جس طرح قرآن کریم سات حروف (لغات) پر نازل ہوا اور اسے پڑھا گیا لیکن اب اسے صرف ایک قراءت میں محصور کردیا گیا ہے تاکہ امت میں انتشار نہ ہو اسی طرح مطلق تقلید کو تقلید شخصی میں محصور کردیا گیا ہے تاکہ امت میں فساد کا دروازہ نہ کھل جائے اور ہر شخص آزادی فکر کے نام پر دین کو مذاق بنانے اور اسلاف سے بیگانہ کرنے کی تحریک نہ چلائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۳۰) سوال :۔ شیعہ گو امت سے اصولوں میں مختلف ہیں تاہم فروعی مسائل میں ان کا تقلید میں بھی تو کوئی موقف ہوگا وہ موقف کیا ہے؟

جواب :۔ تقلید کے باب میں شیعہ کا موقف یہ ہے کہ وہ فوت شدہ اہل علم کی تقلید جائز نہیں سمجھتے وہ زندہ علماء کی تقلید کے قائل ہیں ان میں جب کوئی مجتہد مر جاتا ہے تو وہ کسی دوسرے مجتہد سے اپنا تعلق قائم کرلیتے ہیں اس لئے انکے علماء کا ایک طبقہ ہمیشہ مجتہد العصر والزمان کے لقب سے ممتاز ہوتا ہے

ولا یجوز تقلید المیت ابتداء ا (کذا فی المنہاج الصالحین للسید ابی القاسم الموسوی ص ۷)

غیر مقلد عوام جو دینی لحاظ سے بالکل ان پڑھ ہوتے ہیں وہ اپنے زندہ مولویوں کی بات بیشک مانتے ہیں پوری زندگی انکی تقلید کرتے ہیں مگر مرحوم اہل علم کی پیروی کو وہ جائز نہیں سمجھتے سو تقلید کے مسئلہ میں یہ شیعوں سے بہت قریب ہیں۔ اہل سنت ہمیشہ سے مرحومین کی پیروی کے قائل رہے ہیں ط یدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک اصول کے طور پر بیان فرمایا۔

من کان منکم متمسکا فلیتمسک بما فی مدمات (مشکوۃ ص ۳۲)

یہاں ہم تقلید پر بطور ایک مسئلہ کے بحث نہیں کر رہے اس کے مختلف گوشوں کو عام فہم انداز میں ایک بہ قارئین کے سامنے لا رہے ہیں ان مباحث پر جامع نظر ڈالنے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مسئلہ تقلید امت کی چودہ صدیوں میں ہرگز کوئی اختلافی مسئلہ نہیں رہا یہ ایک فطرت کی آواز ہے جو دین فطرت میں چودہ سو سال سے سنی جارہی ہے اور اسکا انکار بطور ایک فرقہ کے برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کی آمد سے قبل کہیں نہیں سنا گیا۔

(۳۱) سوال :۔ تقلید کے مباحث میں اسکے بالمقابل ترک تقلید کا لفظ ہی آتا ہے عدم تقلید پر بھی کوئی کتاب نہیں دیکھی کسی اس کی کیا وجہ ہے۔؟

جواب :۔ تقلید ایک فطری عمل ہے علم وفن کے ہر دائرہ میں عوام اپنے اہل علم کے پیچھے چلتے ہیں سو ہمارے دین میں کوئی ایسا نہیں گزرا کہ اسلام اپنے افکار میں فطرت سے کنارہ کش رہے البتہ خلاف فطرت چلنے والے لوگ ضرور معاشرہ میں پیدا ہوئے اسلئے دین سے پہلی دوری ترک تقلید سے عمل میں آئی ترک تقلید کے الفاظ بتاتے ہیں کہ تقلید پہلے تھی ترک تقلید کی تحریک بعد میں چلی جیسے ختم نبوت کا عقیدہ پہلے سے تھا انکار ختم نبوت کی تحریک بعد میں چلی۔

(۳۲)سوال:= قومی تجربے میں ترک تقلید کے کیا نقصانات رہے؟

جواب: دین کے معاملے میں انگریزی دور اقتدار میں آزاد روی اور آزاد فکری ایک نہایت خطرناک راہ رہی ہے۔

ترک تقلید کے پھل بڑے کڑوے رہے ہیں انکار فقہ نہ ہوتا تو کبھی انکار حدیث کی تحریک نہ اٹھتی قرآن کریم نے مسائل کو اہل علم سے پوچھنے کی تعلیم دی ہے تاکہ عوام اپنے دینی فیصلے خود کر کے کسی خطرناک راہ پر نہ جا نکلیں اور آزادی فکر کے نام پر دین میں تحریف نہ ہو جائے غیر مقلدوں کے معروف رہنما مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اسی راہ سے دعوی نبوت پر آتے اور اسلام کو سلام کرتے دیکھا تھا اسی لئے انکو یہ بات کہنی پڑی کہ پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین ومذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق وفجور تو اس آزادی (فکر یعنی غیر مقلدیت) کا ادنی کرشمہ ہے کفر وارتداد اور فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کا بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ وہ کم علمی کے باوجود تقلید چھوڑ بیٹھتے ہیں (اشاعت السنہ ج ۱۱ شمارہ ۱۱ ص ۵۳)

مولانا بٹالوی صاحب کے سامنے اسکا بڑا ثبوت مرزا غلام احمد تھا ترک تقلید سے انسان دین کے معاملے میں فکری آزادی پر آجاتا ہے اور اپنی ضرورت کے تحت قرآن وحدیث کی تشریح کرنے لگتا ہے پھر وہ کسی غیر مقلد عالم کی بات بھی نہیں مانتا وہ صاف کہدیتا ہے کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کیلئے جب مجھے امام احمد کی بھی ضرورت نہیں تو پندرھویں صدی کے ایک مولوی کی کیا ضرورت ہے نتیجتاً وہ اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اسی لئے علماء نے پختہ علم دین رکھنے والے اہل علم سے وابستہ رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

(۳۳)سوال :۔ جب مجتہدین نے خود کہا ہے کہ ہماری تقلید نہ کرو تو اس بات میں مقلدان کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

کہا جاتا رہا ہے اہل حدیث سے پہلے دور میں غیر مقلدین کہیں بھی مراد نہیں لئے گئے سو اہل حدیث اور مقلدین میں کوئی تنافی کی نسبت نہیں آیئے دیکھیں کہ مقلدین پر اصحاب الحدیث کا لفظ کیسے بولا جاتا رہا ہے۔ (۱) ابو بکر ابی عاصم (۲۸۷ھ) کہا کرتے تھے کہ لااحب ان یحضر مجلسی متبدع ولامدع ولامنحرف عن الشافعی واصحاب الحدیث (البدایہ ج ۱۱ ص ۸۴) یہاں شافعیؒ اور اصحاب الحدیث کے منحرف کو ایک ہی درجہ رکھا ہے اب یہاں اصحاب الحدیث سے مراد اگر غیر مقلد ہوں تو ظاہر کہ وہ امام شافعیؒ سے کہیں نہ کہیں تو ضرور منحرف ہونگے سو اس میں انکی یہ بات ولا منحرف عن الشافعی اصحاب الحدیث کیسے درست ہوگی اور اگر امام شافعیؒ کی وہی بات مان لی جائے جو حدیث کے مطابق ہو تو کیا باقی باتوں میں امام شافعیؒ کو نہ ماننے والا ان سے منحرف قرار نہ پائے گا۔ سو یہ عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہاں اصحاب الحدیث امام شافعیؒ کے پیروؤں کو ہی سمجھا گیا ہے اس سے کوئی خاص فقہی مکتب فکر مراد نہیں تقلید کے مقابل اصحاب الحدیث کا لفظ اس دور (یعنی انگریزی دور) کی پیداوار ہے اس سے پہلے کہیں یہاں معنی میں نہ تھا (نوٹ) اس عبارت میں مبتدع اور مدع کے الفاظ بھی قابل غور ہیں مدع سے مراد وہ لوگ ہیں جو اجتہاد کے اہل تو نہ ہوں مگر مدعی بنے بیٹھے ہوں اس حیثیت سے بزرگ ہمیشہ انکار کرتے رہے ہیں محمد ابن شیخ عبد الوھاب نجدی بھی دلست مبتدع کہہ کر اپنی برائت کا اظہار کرتے تھے۔

(۱) عبد اللہ بن محمد بن محمد بن عیسیٰ (۲۹۳ھ) امام سمعانی (۵۱۰ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں امام اصحاب الحدیث بمرو (الانساب ج ۹ ص ۹۱۸۰ مرو میں امام شافعیؒ کے مذہب کو احمد بن سیار کے بعد آپ نے ہی پروان چڑھایا تھا وھو الذی اظھر مذھب الشافعی بمرو بعد احمد بن سیار قراعلی المزنی ثم انتقل الی مرو وحمل معه مختصر المزنی (طبقات الشافعیہ ص ۹ ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام شافعی کے مذہب کو پھیلانے والے کو امام اصحاب الحدیث کہا گیا اور یہ لفظ نہ صرف امام شافعی کے مقلد کے لئے بولا گیا بلکہ اسکے لئے جو لوگوں کو امام شافعیؒ کا مذہب اپنانے اور انکی تقلید کرنے کی دعوت بھی دیتا تھا۔

(۳۶) سوال: جو لوگ ترک تقلید کے باعث اپنی علیحدہ جماعت بنائے ہوئے ہیں اور اہل حدیث کہلانے میں بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں کیا وہ بعض مسائل میں مذہب اربعہ سے نکلے ہوئے ہیں اور ان میں وہ حنفی شافعی مالکی حنبلی سب کے خلاف ہیں اور چونکہ سلف صالحین سب اپنے اپنے مذاہب کے اندر رہے (گو وہ پیروی ائمہ کے نام سے ہو یا پیروی صحابہ کے نام سے) اسلئے ان غیر مقلدین کو ان مذاہب اربعہ سے نکلنے کے باعث سلفی کہنا بھی صحیح نہ ہوگا۔ سلف (صحابہ کرام) میں مسائل میں

ائمہ کا سا اختلاف رہا ہے سو کسی ایک عمل کو اپنانے والا سلفی کیسے ہے سلف تو کسی ایک عمل پر نہ تھے ان میں مختلف عمل قائم تھے اور سب سلف صالحین تھے ان میں کوئی طریق ہر گز نہ تھا سو ان لوگوں کا اپنے آپ کو سلفی کہنا کسی طرح درست نہیں ہے ہم یہاں چند مسائل بھی ذکر کرتے ہیں جن میں غیر مقلدین مذاہب اربعہ سے نکلے ہوئے ہیں۔

(۱) مذاہب اربعہ تقلید مجتہد کو واجب سمجھتے ہیں یہ غیر مقلدین اسے جائز نہیں سمجھتے یہ لوگ صرف زندہ مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔

(۲) طلاق ثلثہ کے مسئلہ میں ائمہ اربعہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو تین سمجھتے ہیں یہ غیر مقلدین اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کرتے ہیں اور ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ اس باب میں شیعہ کے ساتھ ہیں۔

(۳) مذاہب اربعہ بیس رکعت تراویح سے کم کے قائل نہیں آٹھ رکعت تراویح ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کا عمل نہیں۔ غیر مقلدین اسے بیس رکعت تراویح کو بدعت کہتے ہیں اور اسکے خلاف ایک پورا محاذ قائم کئے ہوئے ہیں ائمہ اربعہ کے یہاں خلفائے راشدین کی پیروی سنت ہے یہ غیر مقلدین اپنے آپ کو سنت راشدین کا پابند نہیں مانتے اب آپ ہی بتائیں کیا ان لوگوں کو سلفی کہنا درست ہوگا؟

(۳۷) سوال ۔ بہت سے مسائل میں مقلدین کا آپس میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے؟ اگر لوگ تقلید چھوڑ دیں تو یہ اختلاف ختم ہو جائیگا؟

جواب:۔ ائمہ کرام کے درمیان فروعات میں اختلاف ہوا ہے اصول میں سب ایک ہیں۔ اور اس فروعی اختلاف کا سبب بھی درحقیقت صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات ہیں معروف غیر مقلد عالم مولانا عبداللہ روپڑی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ ائمہ اربعہ کا اختلاف قریب قریب صحابہ کے اختلاف کے ہے (فتاوی اہل حدیث ج ۱ ص ۴۲) حدیث کی کتابوں میں صحابہ کے اختلافات موجود ہیں۔ اب جو شخص ائمہ کے درمیان ہونے والے اختلافات کی بحث کو اچھال اچھال کر انپڑھ لوگو کو گمراہ کرتا ہے وہ درحقیقت صحابہ کرام پر طعن کرتا ہے۔ جس طرح صحابہ کرام سب اصول میں ایک تھے اسی طرح ائمہ کرام سب اصول میں ایک ہیں ان میں کسی کا اختلاف نہیں امام شعرانی لکھتے ہیں کہ عزیز من مبادا تجھ پر یہ امر مشتبہ ہو جائے کہ تو ائمہ کے فروعی اختلاف کو اصولی اختلاف کے مشابہ اور اسکے حکم میں سمجھنے لگے جسکی وجہ سے تیرا قدم میدان ہلاکت میں پڑ جائے (ماخوذ از اختلاف الائمہ ص ۳۳ از حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی مایہ ناز کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں اس پر بڑی سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے اور صحابہ کے اختلافات پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تابعین میں اختلاف کا

سبب یہی صحابہ کا اختلاف ہے آپ لکھتے ہیں۔ وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم واخذ عنهم التابعون کذالك کل واحد ماتیسرله

ہم یہاں یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا سب غیر مقلد علماء فروعات میں ایک ہی موقف پر ہیں کیا انکے درمیان کبھی بھی کسی مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوا ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہوگا غیر مقلد علماء کا آپس میں زبردست اختلاف موجود ہے اگر ترک تقلید سے اختلاف ختم ہو سکتا ہے تو خود غیر مقلدوں میں دن بدن یہ اختلاف کیوں بڑھ رہے ہیں غیر مقلد تو تقلید کے قائل ہی نہیں آخر انہیں تو اختلافات سے بچنا چاہئے تھا سو حاصل یہ کہ ائمہ کے درمیان پائے جانے والے اختلافات فروعی مسائل میں ہیں اور اسکا اصل سب صحابہ کے اختلافات ہیں اور ان میں احترام کا پہلو یہ ہے کہ انکے اقوال میں سے کسی ایک قول کو اختیار کر کے دوسرے اقوال کو اجتہاداً حق کہو کہ ان پر عمل کرنے والا بھی ایک اجر ضرور پائیگا اور اگر انسان ان اقوال صحابہ میں سے صرف ایک کو صحیح سمجھے تو اس سے دوسرے صحابہ کا تخطیہ لازم آئیگا اور اہل سنت کے ہاں اصولاً کسی صحابی پر انگلی اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔

(۳۸) سوال :۔ اس امت میں امام ابو حنیفہ کی پیروی جاری ہو چکی تھی جب امام شافعی اور امام احمد بطور امام (متبوع فی الفروع) متعارف ہوئے اور امت ان کے اس مرتبہ علمی پر جمع ہوئی مطلع فرمائیں کہ کیا ان دونوں اماموں میں سے کسی نے امام ابو حنیفہؒ کے مرتبہ امامت میں کلام کیا یا انہیں امامت کے لائق نہ جانا۔

جواب :۔ ائمہ اربعہ میں حضرت امام مالک (۱۷۹ھ) تو حضرت امام ابو حنیفہ کے تقریباً ہم عصر تھے، رہے حضرت امام شافعیؒ (۲۰۴) تو انہوں نے باوجود اس کے کہ حضرت امام ابو حنیفہ سے کئی مسائل میں اختلاف کیا پر برملا کہا کہ تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کے محتاج ہیں۔

من اراد الفقه فهو عیال علی ابی حنیفة

(الانتقاء ص ۱۴۳ ابن عبدالبر المالکی) اس سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت امام کو استنباط و اجتہاد میں لائق امامت جانا ہے۔

رہی یہ بات کہ آپ نے حدیث بہت کم روایت کی ہے سو اس سے آپ کے مرتبہ امامت میں کوئی فرق نہیں آتا روایت کم کرنا اور بات ہے اور قلیل العلم ہونا اور بات ہے حضور ﷺ کے حالات اور ارشادات کو سب سے زیادہ جاننے والا کون تھا؟ پانچویں مسلمان سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مگر آپ بمقابلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ حدیث بہت کم روایت کرتے تھے، محدث شہیر حافظ ابو یعلی الموصلی (۳۰۷) لکھتے ہیں۔

عن عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه قال و کان قلیل الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم (مسند ابی یعلی ج ۱ ص ۱۵۴)

صاحب مشکوۃ خطیب تبریزی شافعی مسلک کے محدث ہیں یہاں تک کہ انہوں نے مشکوۃ میں حدیث بھی امام ابو حنیفہ سے نہیں لی لیکن وہ اسے کسی درجہ میں علم کی کمی نہیں سمجھتے تھے اور ظاہر ہے کہ ان دنوں علم سے مراد فقہ وحدیث اور علم تفسیر ہی سمجھا جاتا تھا انہی خطیب تبریزی نے الاکمال میں امام ابو حنیفہ کا ذکر شاندار الفاظ میں کیا ہے آپ لکھتے ہیں انه کان عالما عاملا زاهداً اماما فی علوم الشریعة والغرض بایراد ذکره فی هذه الکتاب وان لم نرو عنه حدیثا فی المشکوة للتبرك به لعلو مرتبته ووفور علمه (مشکوۃ المصابیح ص ۶۲۵)

سو جب شافعیہ حضرات نے حضرت امام کے مرتبہ امامت سے انکار نہیں کیا تو آپ کے بھی شاگرد حضرت امام احمد کس طرح آپ کے پس مرتبہ علمی کا انکار کر سکتے تھے حضرت امام سیوطی (۹۱۱ھ) بھی شافعی تھے مگر آپ حضرت امام ابو حنیفہ کو (اپنی کتاب تبییض الصحیفہ ص ۴ پر) حضور ﷺ کی اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں۔

لوکان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من فارس اوقال من ابناء فارس حتی یتناوله (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲) اسلام کے تمام علوم ایمان کی فروع ہیں جو شخص ایمان میں اس درجہ سباق الغایات اور رافع رایات ہوگا اسلام کے دیگر علوم ضروریہ میں وہ کیسے پیچھے رہ سکتا ہے اور یہ شہادت بھی انکے کسی اپنے مقلد کی نہیں ایک شافعی المذہب حافظ حدیث کی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان جلیل القدر اماموں نے حضرت امام کے مرتبہ علمی کے خلاف۔ باوجود مسائل میں کسی طرح کے اختلاف کی کوئی اپوزیشن قائم نہیں کی تو یہ نام کے اہل حدیث (غیر مقلدین) کیوں حضرت امام کی اپوزیشن میں آگئے بلکہ بری طرح آپ کے مرتبہ امامت پر حملہ آور ہوئے سوائے غزنوی خاندان کے اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور ایک دو اور کے کسی کے نصیب میں نہ ہوا کہ وہ کھلے بندوں حضرت امام کی جلالت قدر کا احترام کرے۔

سر خدا کہ عالم و عابد کسے نہ گفت
در حیر تم کہ بادہ فروش از کجا شنید